سلسلة قصص الانبیاء

7

اشتیاق احمد

سلسلة قصص الانبیاء
7

عظیم قربانی

قصہ سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام

اشتیاق احمد

دار السلام
کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
ریاض • جدہ • شارجہ • لاہور
کراچی • لندن • ہیوسٹن • نیو یارک
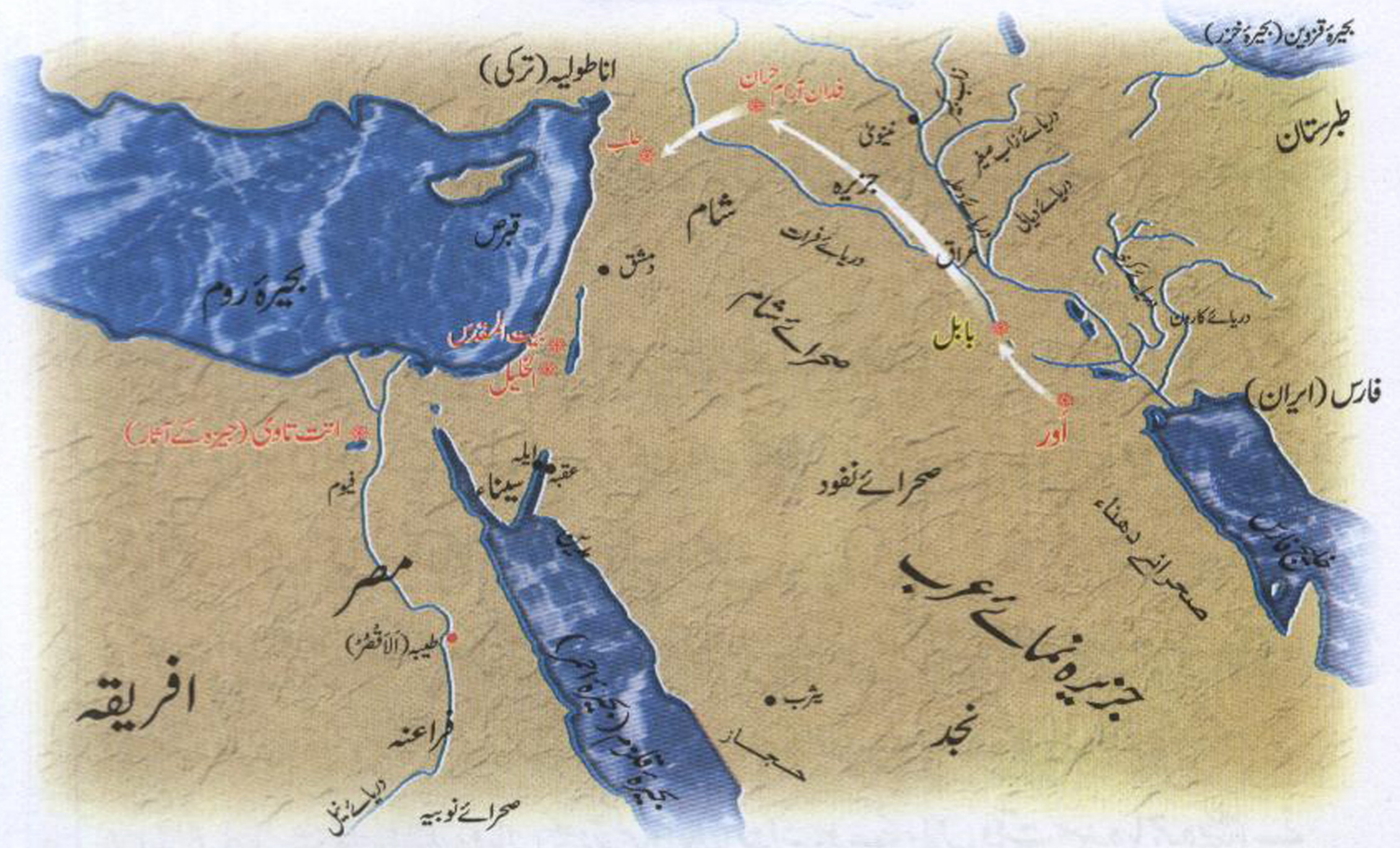
حسن، محسن اور رابعہ آج پھر اپنے ابو کے کمرے میں موجود تھے۔ ان کے والد چائے کا کپ ختم کرنے کی کوشش میں تھے۔ آخری گھونٹ لینے کے بعد انھوں نے کہنا شروع کیا:

''کل ہماری کہانی کہاں تک پہنچی تھی بھلا؟''

''آپ نے بتایا تھا، سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بابل سے شام کی طرف ہجرت فرمائی۔ ان کے ساتھ ان کی بیوی سیدہ سارہ علیہا السلام اور بھتیجے سیدنا لوط علیہ السلام بھی تھے۔ یہ دونوں آپ پر ایمان لے آئے تھے۔'' بچوں نے جواب دیا۔ والد نے کہا:

''بالکل ٹھیک، وہاں آپ کی ملاقات شام کے بادشاہ سے ہوئی۔ اس نے سیدہ سارہ علیہا السلام کی خدمت کے لیے ہاجرہ نامی ایک کنیز تحفے میں دی۔ سیدہ سارہ علیہا السلام کے ہاں کوئی اولاد نہیں تھی۔ جب کافی مدت تک ان کے ہاں اولاد نہ ہوئی تو انھوں نے خود ہی سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے عرض کی کہ ہاجرہ سے شادی کر لیں، شاید اللہ تعالیٰ ان سے کوئی اولاد عطا فرما دے۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے سیدہ ہاجرہ علیہا السلام سے شادی کر لی۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے ایک خوبصورت بیٹا عطا کیا جس کا نام اسمٰعیل رکھا گیا۔

سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام ابھی دودھ پینے کی عمر میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ اپنی بیوی اور بچے کو مکّہ کی سرزمین میں چھوڑ آؤ۔ اس زمانے میں وہ جگہ بالکل بے آباد تھی۔ وہاں کسی انسان کا نام ونشان تک نہ تھا۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کا حکم مانا، اپنی بیوی اور بیٹے سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کے ساتھ مکّہ پہنچے۔ ان دونوں کو اس مقام پر چھوڑا جہاں آج خانہ کعبہ ہے۔ ان کے پاس کچھ پانی اور چند کھجوریں تھیں۔ اس حالت میں انھیں وہاں چھوڑ کر واپس روانہ ہوئے، اس وقت سیدہ ہاجرہ علیہا السلام نے ان کے پیچھے آ کر پوچھا:

'کیا آپ ہمیں اس بنجر سرزمین میں تنہا چھوڑے جا رہے ہیں؟'

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے کوئی جواب نہ دیا۔ سیدہ ہاجرہ علیہا السلام کچھ اور قدم آپ کی طرف چلیں اور پھر پوچھا:

'آپ کہاں جارہے ہیں؟ یہاں پانی ہے نہ کوئی نباتات، کوئی حیوان ہے نہ انسان۔ آپ ہمیں کس لیے چھوڑے جارہے ہیں۔'

اس مرتبہ بھی انھوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ سیدہ ہاجرہ علیہا السلام نے بار بار یہ پوچھا، لیکن سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے کوئی جواب دیا نہ ان کی طرف پلٹ کر دیکھا۔ آخر انھوں نے پوچھا:

'کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا کرنے کا حکم دیا ہے؟'

اس سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا:

'ہاں! یہ اللہ کا حکم ہے۔'
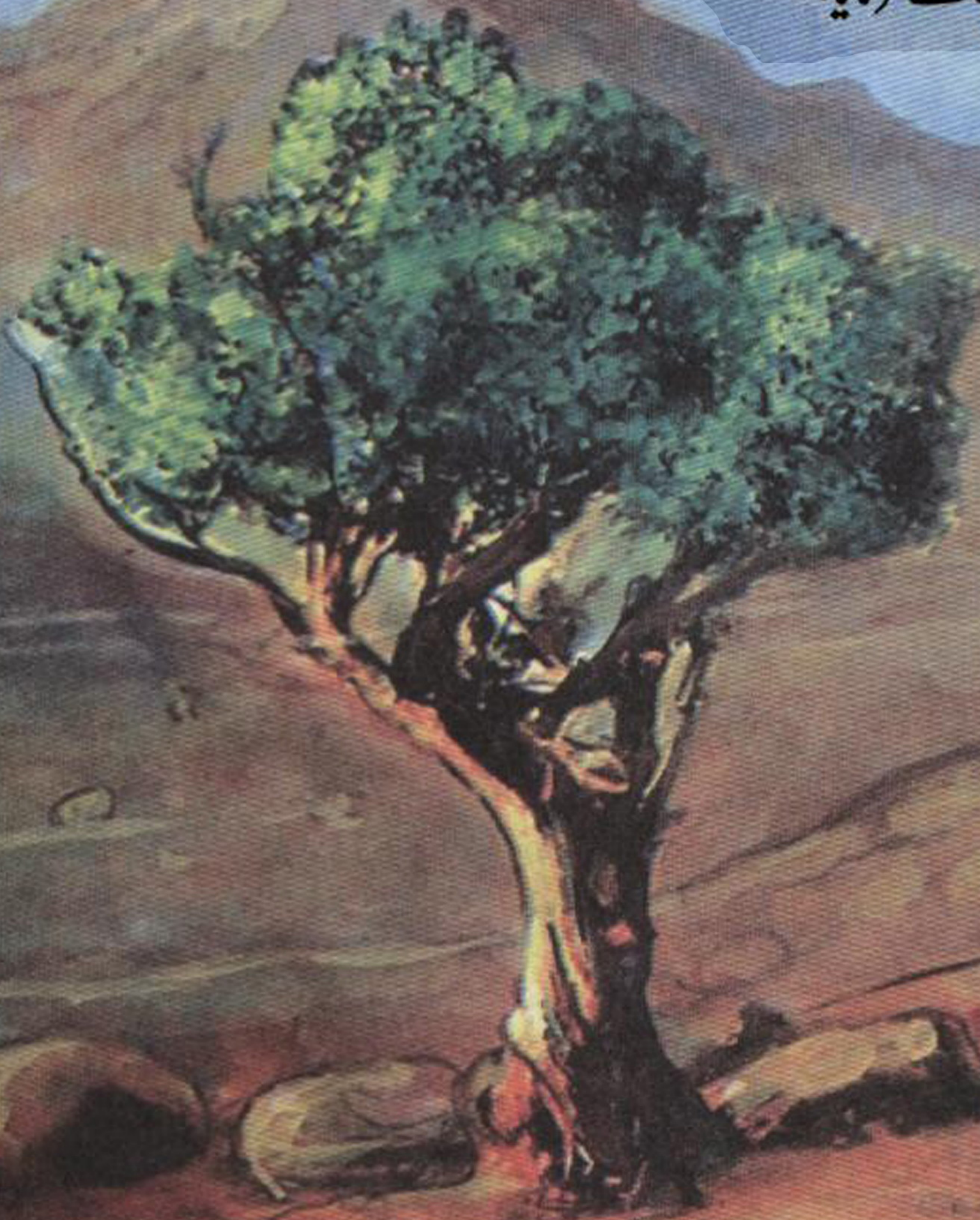
تب سیدہ ہاجرہ علیہا السلام بولیں:

'پھر اللہ تعالیٰ ہمیں ضائع نہیں کرے گا اور واپس آگئیں۔'

سیدنا ابراہیم علیہ السلام روانہ ہو گئے جب آپ ثَنِیَّہ پہاڑی پر پہنچے جہاں سے وہ دکھائی نہیں دیتے تھے تو آپ نے اُدھر رُخ کر کے دونوں ہاتھ اُٹھا کر یہ دعا کی:

ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم ربنا لیقیموا الصلوة فاجعل افئدة من الناس تهوی الیهم وارزقهم من الثمرات لعلهم یشکرون

سَیِّدِنا

اِبرَاھِیم علیہ السلام

﴿ رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ﴾

'اے ہمارے پروردگار! میں نے اپنی کچھ اولاد اس غیر آباد وادی میں تیرے حرمت والے گھر کے پاس بسائی ہے۔ اے ہمارے پروردگار! یہ اس لیے کہ وہ نماز قائم کریں، پس تُو کچھ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے اور انھیں پھلوں کی روزیاں عطا فرما تا کہ یہ شکر گزاری کریں۔'

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نظروں سے اوجھل ہو گئے تو سیدہ ہاجرہ علیہا السلام اور سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام اکیلے رہ گئے۔

اوہو حسن! یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں، تمہاری آنکھوں میں آنسو...... بلکہ نہیں تم تینوں کی آنکھوں میں آنسو ہیں؟'' حسن کے والد چونک کر بولے۔

''جی بس، اس منظر نے رُلا دیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا حکم سن کر سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی اور بچے کو ایسی ویران جگہ چھوڑ دیا جہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ کھانے پینے کی چیزوں کا بندوبست تھا نہ سر چھپانے کی جگہ تھی۔''

''ہاں میرے بچو! اللہ کے حکم کی تعمیل اسی طرح ہوتی ہے۔ سیدہ ہاجرہ علیہا السلام تھوڑے سے

پانی اور کھجوروں پر گزارہ کرتی رہیں، خود پانی پیتی رہیں اور بچے کو دودھ پلاتی رہیں، یہاں تک کہ دونوں چیزیں بالکل ختم ہوگئیں۔ اب بھوک اور پیاس کا مسئلہ پیدا ہوگیا۔ سیدہ ہاجرہ علیہا السلام اپنی بھوک پیاس تو برداشت کرتی رہیں، لیکن پیاس کی وجہ سے بیٹے کا حال ان سے دیکھا نہ گیا، وہ بے قرار ہوگئیں۔ سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام شدتِ پیاس کی وجہ سے زمین پر لوٹنے لگے۔ سیدہ ہاجرہ علیہا السلام نے پانی کی تلاش میں اِدھر اُدھر نظریں دوڑائیں، پانی نظر نہ آیا، کچھ دور دو پہاڑ نظر آئے، ان پر چڑھ کر پانی دیکھنے کا ارادہ کیا۔ سوچا، شاید کسی طرف پانی نظر آجائے یا کوئی آتا جاتا دکھائی دے جائے۔ چنانچہ ایک پہاڑ کا رخ کیا، یہ دوسرے سے نزدیک تھا۔ آج ہم اس کو صفا پہاڑی کے نام سے جانتے ہیں۔ آپ اس پر چڑھ گئیں، چوٹی پر پہنچ کر چاروں طرف دیکھا، پانی نظر نہ آیا تو اس سے اتر کر دوسرے پہاڑ کی طرف چل پڑیں۔ ساتھ میں بچے کی طرف دیکھتی جاتی تھیں، درمیان میں نشیبی جگہ تھی، وہاں پہنچیں تو بچہ نظر نہ آیا، لہٰذا اس نشیبی جگہ کو دوڑ کر عبور کیا اور دوسرے پہاڑ یعنی مروہ پر جا چڑھیں۔ چاروں طرف دیکھا، پانی نظر نہ آیا۔ اب یہ مروہ سے اتر کر پھر صفا پر پہنچیں۔ اس طرح اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر آتی گئیں۔
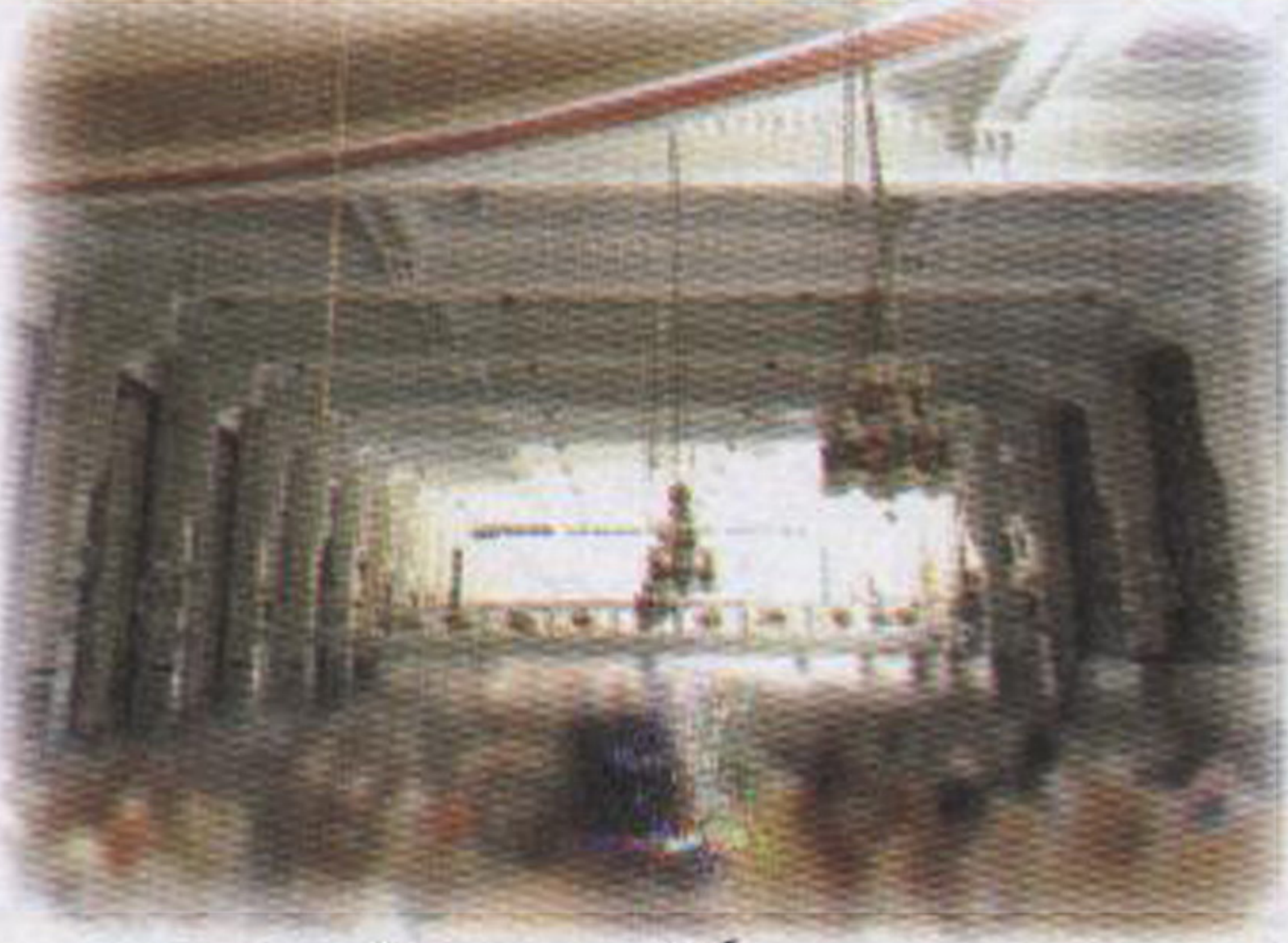
آپ نے سات چکر لگا ڈالے۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ادا اس قدر بھائی کہ رہتی دنیا تک حج اور عمرہ کرنے والوں کے لیے صفا اور مروہ کے سات چکر مقرر فرمادیے۔

سات چکر لگانے کے بعد انھیں ایک آواز سنائی دی۔ انھوں نے مکمل خاموشی سے آواز کی طرف کان لگا دیے۔ آواز اب بھی سنائی دے رہی تھی۔ سیدہ ہاجرہ علیہا السلام نے کہا کہ تمھاری

آواز میں نے سنی، اگر تم میری کوئی مدد کر سکتے ہو تو کرو۔ آواز اسی طرف سے آئی تھی جہاں ان کا بچہ موجود تھا۔ وہاں انھوں نے ایک فرشتے کو دیکھا۔ فرشتے نے اپنا پیر زمین پر مارا جس کے نتیجے میں وہاں سے پانی پھوٹ پڑا۔ سیدہ ہاجرہ علیہا السلام دوڑ کر وہاں پہنچیں، پانی دیکھ کر انھیں اپنی آنکھوں پر یقین نہ آیا، جلدی جلدی چلّو میں پانی لے کر بچے کو پلانے لگیں، پھر خود پیا، پاس جو برتن تھے وہ بھر لیے۔ پانی پیتے ہی ان کے تن میں زندگی کی لہر دوڑ گئی۔

بچو! یہ جو پانی پھوٹا تھا، آج تک جاری ہے،، ہم آج اس کو آبِ زم زم کہتے ہیں۔''

''سبحان اللہ، اللہ کی شان کس قدر نرالی ہے۔'' حسن بول اٹھا۔

''ہاں میرے بچو! یہ پانی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے لیے ایک تحفہ تھا۔ پانی جب چاروں طرف پھیلنے لگا تو سیدہ ہاجرہ علیہا السلام گھبرا گئیں۔ انھوں نے کہا:

'زَم زَم۔'

اس کا مطلب ہے رک جا، رک جا۔ پھر انھوں نے پانی کے ارد گرد پتھروں کی باڑ بنا دی تا کہ پانی وہاں جمع رہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

'اللہ تعالیٰ اُمِ اسمٰعیل علیہا السلام پر رحم فرمائے اگر انھوں نے زم زم کو ایسے ہی چھوڑ دیا ہوتا تو زم زم ایک بہتے ہوئے چشمے کی صورت میں ہوتا۔'

جب اس جگہ پانی جمع ہو گیا تو پرندے اوپر منڈلانے لگے۔ اس جگہ سے کچھ دور قبیلۂ جُرہم کا قافلہ گزر رہا تھا۔ انھوں نے پرندوں کو منڈلاتے دیکھا تو خیال کیا، اس جگہ پانی ہے۔ انھوں نے ایک آدمی کو اس طرف بھیجا۔ وہ اس طرف آیا اور پانی دیکھ کر خوشی خوشی قافلے کی طرف گیا انھیں پانی کی خوش خبری سنائی۔ قافلہ پانی کے پاس آ گیا، وہاں انھوں نے سیدہ ہاجرہ علیہا السلام کو دیکھا تو ان سے بولے:

'کیا آپ ہمیں اپنے پاس ٹھہرنے کی اجازت دیتی ہیں۔'

انھوں نے فرمایا:

'ٹھیک ہے، لیکن چشمے کی ملکیت پر تمہارا کوئی حق نہیں ہوگا۔'

قافلے کے لوگ اجازت ملنے پر بہت زیادہ خوش ہوئے۔ ایک بہت بڑی نعمت انھیں حاصل ہوئی تھی۔ انھوں نے خود بھی پانی پیا، اپنے جانوروں کو بھی پلایا، پھر وہیں آباد ہوگئے۔ ان میں کچھ لوگوں نے اپنے گھرانے کے باقی لوگوں کو بھی وہیں بلالیا اور یہ اس لیے ہوا کہ ان علاقوں میں پانی بہت ہی مشکل سے اور زیادہ فاصلوں پر ملتا تھا۔ اس طرح زم زم کے کنویں کے اردگرد دیکھتے ہی دیکھتے بہت سے گھر آباد ہوگئے۔ سیدہ ہاجرہ علیہا السلام بھی اپنے ان ہمسایوں سے بہت خوش تھیں، انھیں ہمدرد لوگوں کی ضرورت تھی۔ اس طرح انھیں تنہائی سے بھی نجات مل گئی۔

سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام بڑے ہوگئے، انھوں نے وہیں نشوونما پائی، ان کی عمر دس سال ہوگئی۔ انھوں نے عربی زبان سیکھ لی، یہاں تک کہ اس میں مہارت حاصل کرلی۔ جرہم قبیلے کے لوگ ان سے حد درجے محبت کرتے تھے، اس محبت کی وجہ سے وہ انھیں گھیرے رہتے تھے۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام بھی آپ سے بہت محبت کرتے تھے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ یہ آپ کو بڑھاپے میں ملے تھے۔ ان کی پیدائش کے وقت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی عمر 80 سال سے زائد تھی، انھیں بچے سے ملنے کا بہت شوق تھا، اس لیے آپ ان سے ملنے جاتے اور ساتھ ضروریاتِ زندگی کی چیزیں بھی لے جاتے تھے، انھیں نصیحتیں بھی کرتے تھے۔

پھر کیا ہوا بچو! ایک رات سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے خواب دیکھا۔ انھوں نے خواب میں دیکھا کہ اپنے بیٹے سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کر رہے ہیں۔ اب یہاں، یہ بات بھی سن لیں کہ انبیاء علیہم السلام کے خواب سچے ہوتے ہیں، ان میں کوئی شک والی بات نہیں ہوتی۔

یہ ایک بہت بڑا امتحان تھا۔ سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام آپ کے اکلوتے بیٹے تھے۔ بڑھاپے میں پیدا ہوئے تھے اور ان سے پہلے ساری زندگی آپ کے ہاں اولاد نہیں ہوئی تھی۔ ان حالات میں جب کہ سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام بھی لڑکپن کی حد کو پار کر کے جوانی میں قدم رکھنے والے تھے اور اس عمر کو پہنچ گئے تھے کہ کام کاج میں اپنے بوڑھے والد کا ہاتھ بٹا سکیں، اس وقت انھیں ذبح کرنے کا حکم ملا تھا۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو بیٹے سے حد درجے محبت تھی۔ اس کے باوجود آپ کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت سے بڑھ کر کسی اور کی محبت نہیں تھی۔ اللہ تعالیٰ کا حکم جو بھی تھا، انھیں پورا کرنا تھا، اس لیے آپ نے ذرا بھی ہچکچاہٹ نہ دکھائی اور بیٹے کو ذبح کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔''

''جی، کیا مطلب؟ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اپنے پیارے بیٹے کو ذبح کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔'' بچے بول اٹھے۔ ان کے چہروں پر حیرت ہی حیرت تھی۔

''ہاں بچو! یہی تو ہے اللہ کا حکم ماننا۔ آپ بیٹے کے پاس گئے۔ اللہ کا حکم انھیں سنایا:

’میرے بیٹے! میں خواب میں اپنے آپ کو تجھے ذبح کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔اب تُو بتا کہ تیری کیا رائے ہے؟‘

بیٹا بھی آخر کسی عام آدمی کا بیٹا تو تھا نہیں، ایک نبی کی اولاد تھا۔فوراً بولا:

’ابّا جان! آپ کے رب نے آپ کو جو حکم دیا ہے، اس کو پورا کیجیے، ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے۔‘

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس واقعے کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا ہے:

’پھر جب وہ اس کے ساتھ چلنے پھرنے کے قابل ہو گیا تو ابراہیم نے اس سے کہا: میرے بیٹے! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تجھے ذبح کر رہا ہوں، اب تُو بتا تیری کیا رائے ہے۔ بیٹے نے جواب دیا، ابّا جان! جو حکم کیا گیا ہے، اس کو بجالایئے، ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔‘

الصابرين ○ فلما بلغ معه السعى قال يبنى إنى أرى فى المنام أنى أذبحك فانظر ماذا ترى قال

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے چھری تیز کی۔ جب انھیں یقین ہوگیا کہ چھری بالکل تیز ہوگئی ہے اور فوراً کاٹنے کے قابل ہوگئی ہے تو انھوں نے سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کو ساتھ لیا اور وہاں پہنچے جس جگہ آج منٰی ہے اور بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا دیا۔''

''ابّا جان! مجھے ڈر لگ رہا ہے۔'' حسن بول اٹھا۔

''اور ہمیں بھی۔'' محسن اور رابعہ ایک ساتھ بولے۔

''تمھیں یہ واقعہ سنتے ہوئے ڈر لگ رہا ہے۔ اس باپ کی کیفیت پر غور کرو جو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنے والے تھے اور بیٹے کو اوندھے منہ لٹا چکے تھے۔ اس بیٹے کی کیفیت پر غور کرو جو باپ کے ہاتھوں ذبح ہونے والے تھے۔ یہ ہے ایمان کی مضبوطی۔ اُوندھے منہ شاید اس لیے لٹایا کہ کہیں چہرہ دیکھ کر باپ کی محبت جوش میں نہ آجائے اور ان کے ہاتھ نہ رک جائیں۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے چھری کو ان کی گردن پر رکھا اور لگے اس کو چلانے۔ ادھر چھری کو اللہ کا حکم ہوا، خبردار! اسمٰعیل کی گردن کو کاٹنا نہیں۔ چنانچہ ان کی گردن پر خراش تک نہ آئی اگرچہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام پورا زور لگا رہے تھے۔ اس وقت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے آسمان سے آتی ہوئی آواز سنی:

'اے ابراہیم! یقیناً تُو نے اپنا خواب سچا کر دکھایا۔'

اللہ

وَنَادَيْنَهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا

مطلب یہ کہ آپ کا جو امتحان لینا تھا، اس میں آپ پورے اترے، آپ نے اپنے رب کے حکم پر عمل کیا، درحقیقت یہ ایک کھلا امتحان تھا۔

یہ آواز سن کر سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہاں ایک سفید رنگ کا سینگوں اور موٹی آنکھوں والا مینڈھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کے بدلے میں وہ مینڈھا ذبح کرنے کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

'ہم نے ایک بڑی قربانی کو اس کے فدیے میں دے دیا۔'

پھر سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام جوان ہو گئے۔ سیدہ ہاجرہ علیہا السلام کی عمر بھی کافی ہو گئی تھی، وہ وفات پا گئیں۔ ان کی وفات کے بعد سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام نے قبیلۂ جُرہم میں شادی کر لی۔ قبیلۂ جرہم کے لوگ زم زم کے کنویں کے اردگرد رہائش اختیار کر چکے تھے۔ آپ نے انھی سے عربی سیکھی اور اس پر عبور حاصل کیا۔''

''لیکن ابّا جان! ابھی تک اس کہانی میں پتھر کا ذکر نہیں آیا جس کی بنیاد پر آپ نے یہ کہانی سنانی شروع کی تھی۔''

''وہ ذکر اپنے وقت پر خود بخود آئے گا بچو، بس سنتے جاؤ۔ آپ کی شادی کے کچھ ہی عرصہ بعد آپ کے والد سیدنا ابراہیم علیہ السلام ملاقات کے لیے تشریف لائے، سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام اس وقت گھر میں نہیں تھے۔ البتہ آپ کی بیوی گھر میں تھی۔ آپ نے اسے سلام کیا اور اس سے پوچھا:

'اسمٰعیل کہاں ہیں؟'

اس نے کہا:

'وہ ہمارے لیے رزق کی تلاش میں گئے ہیں۔'

انھوں نے پوچھا:

'گھر کے حالات کیسے ہیں۔'

اس نے جواب دیا:

'ہم بُرے حالات سے گزر رہے ہیں، گھر میں سخت تنگی ہے۔'

اس پر انھوں نے فرمایا:

'جب تمھارا خاوند آئے تو اسے میری طرف سے سلام کہنا اور اس سے کہنا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ بدل دے۔'

سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام گھر تشریف لائے تو انھوں نے کچھ اُنسیّت (محبت) سی محسوس کی۔ اپنی بیوی سے پوچھا:

'کیا کوئی آیا تھا؟'

بیوی نے جواب دیا:

'ہاں اِس اِس شکل صورت کے ایک بزرگ آئے تھے اور آپ کے بارے میں پوچھ رہے تھے۔' بیوی نے ان کا پیغام بھی دیا۔ پیغام سُن کر سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام نے کہا:

'وہ میرے والد تھے، مجھے حکم دے گئے ہیں کہ میں تمھیں طلاق دے دوں، لہٰذا تم اپنے ماں باپ کے گھر چلی جاؤ۔'

اس کے بعد سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام نے دوسری شادی کر لی۔ کچھ ہی عرصہ بعد پھر سیدنا ابراہیم علیہ السلام ملاقات کے لیے آئے۔ اتفاق سے سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام اس وقت بھی گھر میں نہیں تھے۔ انھوں

نے آپ کی بیوی سے پوچھا:

'تمھارے شوہر کہاں گئے ہیں؟'

اس نے بتایا:

'ہمارے لیے روزی کی تلاش میں گئے ہیں۔'

آپ نے پوچھا:

'گھر کے حالات کیسے ہیں؟'

بیوی نے کہا:

'ہم بہترین حالات میں ہیں، الحمدللہ! اللہ کا شکر ہے۔'

آپ نے پھر پوچھا:

'کھانے کو کیا ملتا ہے اور پینا کیسا ہے؟'

اس نے بتایا:

'ہماری خوراک عام طور پر گوشت ہوتی ہے، پینے کے لیے پانی موجود ہے۔'

آپ نے ان کے لیے دعا کی: 'اے اللہ ان کے گوشت اور پانی میں برکت فرما۔'

پھر آپ نے اس سے کہا:

'جب تمھارا خاوند آئے تو اسے میرا سلام کہنا اور اس سے کہنا، دروازے کی چوکھٹ قائم رکھے۔'

یہ کہہ کر سیدنا ابراہیم علیہ السلام رخصت ہو گئے۔ سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام گھر آئے تو بیوی نے انھیں ساری بات بتائی۔ انھوں نے کہا:

'وہ میرے ابّا جان تھے اور تم دروازے کی چوکھٹ ہو، وہ حکم دے گئے ہیں کہ میں تمھیں اپنی زندگی کا ساتھی بنائے رکھوں۔'

چنانچہ انھوں نے والد کی نصیحت پر عمل کیا۔ اپنی زندگی اسی بیوی کے ساتھ گزارتے رہے۔ آپ اس کے ساتھ نہایت خوش تھے۔ وہ بھی آپ سے خوش تھی۔ سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام بہت اچھے شوہر تھے، بات کے سچے تھے، طبیعت کے نرم تھے، آپ کا اخلاق خوب تھا، اپنے گھر والوں کو بھی انھی باتوں کی تعلیم دیتے تھے۔

کچھ مدت بعد سیدنا ابراہیم علیہ السلام پھر ان سے ملنے کے لیے آئے۔ اس وقت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام ایک درخت کے نیچے بیٹھے تیر بنا رہے تھے۔ دونوں گلے ملے، سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے کو پیار کیا، پھر بولے:

'میرے بیٹے! اللہ نے مجھے ایک حکم دیا ہے۔'

انھوں نے فوراً کہا:

'ابّا جان! پروردگار نے آپ کو جو حکم دیا ہے، اس کو فوراً پورا کریں۔'

اس پر انھوں نے پوچھا:

'کیا تم میری مدد کرو گے؟'

'کیوں نہیں ابّا جان! میں آپ کا ہاتھ ضرور بٹاؤں گا۔'

سیدنا اسمٰعیل نے خوشی سے کہا۔

تب دونوں باپ بیٹا بیت اللہ کی تعمیر کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں بیت اللہ کی تعمیر کا حکم دیا تھا۔ سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے تھے اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام معمار کے طور پر

دیوار بناتے تھے اور ساتھ ساتھ یہ دعا مانگتے تھے:

﴿ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۖ إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴾

'اے ہمارے رب! تو ہم سے قبول فرما۔ یقیناً تو ہی خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔'
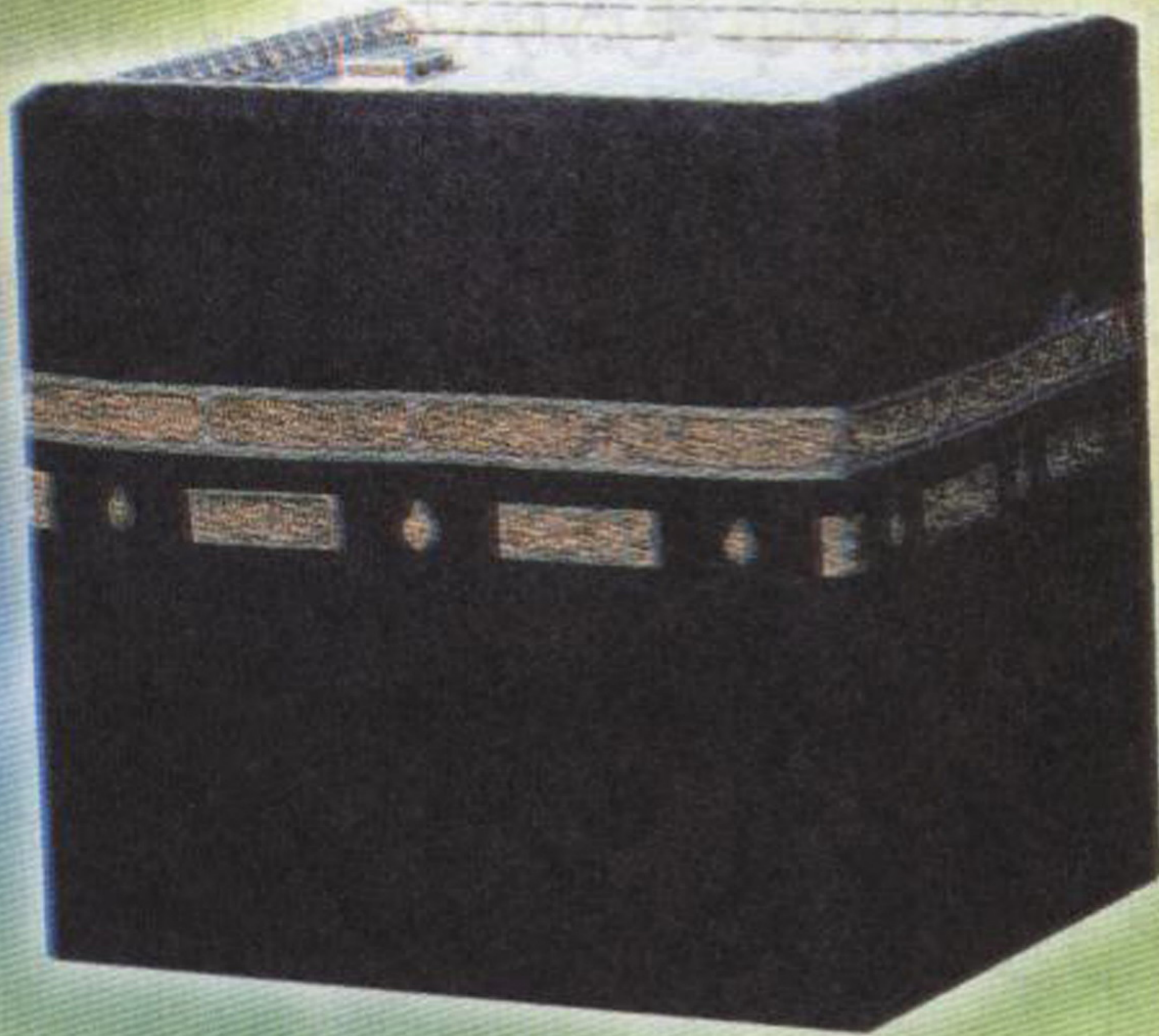
عمارت قدرے اونچی ہوگئی، لیکن ابھی اسے کچھ اور اونچا کرنا تھا۔ یہ تبھی ہوسکتا تھا جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام کسی چیز پر کھڑے ہوں، اس غرض کے لیے سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام ایک اونچا سا پتھر اٹھا کر لائے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اس پتھر پر کھڑے ہوگئے۔ اس طرح آپ بلند ہوگئے۔ آپ اس پتھر پر کھڑے تعمیر فرماتے جاتے تھے اور خانہ کعبہ کے گرد گھومتے بھی جاتے تھے۔ اس طرح کعبے کی تعمیر مکمل ہوگئی۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے دونوں پیروں کے نشانات اس پتھر پر بن گئے، وہ پتھر آج تک موجود ہے۔ خانہ کعبہ میں جس جگہ اس کو رکھا گیا ہے، اس جگہ کو مقامِ ابراہیم کہتے ہیں۔ پہلے یہ پتھر دیوارِ کعبہ کے پاس ہی تھا، پھر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانے میں اس کو قدرے دور ہٹا دیا، انھوں نے جس جگہ اس کو رکھوایا، یہ آج تک وہیں ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایسا اس لیے کیا کہ خانہ کعبہ کا طواف کرنے والوں کو دقّت نہ ہو۔ پھر سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے حجرِ اسود کو بیت اللہ کی دیوار میں نصب کر دیا۔''

''ابا جان حجرِ اسود کیا ہے؟'' محسن نے معصومانہ انداز میں سوال کیا۔

''حجرِ اسود بیت اللہ کی دیوار میں لگا ہوا وہ پتھر ہے جس سے بیت اللہ کا طواف کرنے والے اپنے طواف کی ابتدا کرتے ہیں۔ اس پتھر کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ گرامی ہے:

'حجرِ اسود جب جنت سے اُتارا گیا تھا تو یہ برف سے بھی زیادہ سفید تھا، لیکن اولادِ آدم کے گناہوں نے اسے سیاہ کر دیا۔'

حج و عمرہ کرنے والے دورانِ طواف اس کو

بوسہ دیتے ہیں۔ اگر بوسہ دینا ممکن نہ ہو تو اس کو ہاتھ سے چھوتے یا پھر اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور ہر چکر میں اسی طرح کرتے ہیں۔ یہ اتنا معزز پتھر ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کو دو آنکھیں اور زبان عطا فرمائے گا اور جس نے بھی ایمان کی حالت میں اس کو بوسہ دیا یا ہاتھ لگایا یہ اس کے لیے اللہ رب العالمین کے دربار میں بطور گواہ پیش ہوگا۔

بچو! جب کعبے کی تعمیر مکمل ہوگئی تو باپ بیٹا دونوں نے اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کی اور اس کا شکر ادا کیا کہ اس نے انھیں اپنا گھر تعمیر کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ جب کعبے کی تعمیر مکمل ہوگئی تو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو لوگوں میں حج کے اعلان کا حکم دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں فرمایا ہے:

'اور لوگوں میں حج کی منادی کر دے، لوگ تیرے پاس پیدل آئیں گے اور دبلے پتلے اونٹوں پر بھی دور دراز کی تمام راہوں سے آئیں گے۔'

اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس اعلان کو وقت کے ساتھ ساتھ دنیا کے کونے کونے میں پہنچا دیا۔ مسلمان لبیک کہتے ہوئے خانہ کعبہ کی طرف آتے ہیں، حج کرتے ہیں اور ان کی تعداد ہر سال پہلے کی نسبت بڑھتی جاتی ہے۔ بچو! یہ تھی آپ کی اصل کہانی۔''

''بہت خوب کہانی ہے، امید ہے آپ ہمیں ایسی اور کہانیاں سناتے رہیں گے۔''

بچے ایک ساتھ بولے اور ان کے چہروں پر مسکراہٹیں پھیل گئیں۔

اولاد سے محبت سبھی کو ہوتی ہے

لیکن اندازِ محبت مختلف ہوتا ہے

کوئی اولاد کی محبت میں اللہ کو بھول جاتا ہے

کوئی اولاد کی بہتری کے لیے سب کچھ قربان کر دیتا ہے

لیکن ایسے عظیم لوگ بہت کم نظر آتے ہیں۔

جو اللہ کی رضا کے لیے سب کچھ نچھاور کرتے ہیں

بلکہ خالق کو راضی کرنے کے لیے اولاد کی قربانی

نہ صرف برداشت کرتے ہیں بلکہ اسے اپنے لیے

باعثِ فخر سمجھتے ہیں

وہ بھی ان میں سے تھے جنھوں نے اولاد کے لیے

سب کچھ قربان کرنے کی بجائے

اولاد کو رضائے الٰہی کے لیے قربان کرنے کا عزم کر لیا

''عظیم قربانی''، عظیم باپ کا تذکرہ

عظیم بیٹے کی مثال